# فہمِ قرآن کورس

معلّم
فضیلۃ الشیخ ابونعمان بشیر احمد حفظہ اللہ

سلسلہ 1 عَمَّ (پارہ 30)

سبق 11

## تعارف

سُوْرَةُ الَّيْلِ

### سورت کا تعارف

1. اس سورت کا نام پہلی آیت کے لفظ ''اللّیل'' سے لیا گیا ہے۔ یہ سورت ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے اس لیے اسے ''مکی'' سورت کہا جاتا ہے۔
2. اس سورت میں ایک رکوع، 21 آیات، 71 کلمات، اور 314 حروف ہیں۔
3. قرآنی ترتیب میں اس سورت کا نمبر 92 اور نزول نمبر 9 ہے۔
4. **ربط:** گزشتہ ''سورۃ الشّمس'' میں چند چیزوں کی قسمیں کھا کر یہ حقیقت بیان کی گئی تھی کہ ہم نے انسان کی فطرت میں گناہ اور نیکی کی پہچان رکھ دی ہے۔ اور اس سورت میں بھی چند چیزوں کی قسمیں کھا کر بیان کیا گیا ہے کہ انسانوں کی کوششیں مختلف ہیں، کوئی خیر وتقویٰ کا راستہ اختیار کرتا ہے تو کوئی بخل وبے پرواہی کی پگڈنڈیوں میں الجھا رہتا ہے۔

گزشتہ سورت میں تزکیہ اختیار کرنے والے کو فلاح یافتہ قرار دیا گیا تھا اور نفس کو آلودگی میں ملوث کرنے والوں کو ذلیل ورسوا قرار دیا گیا تھا تو اس سورت میں تزکیہ کا طریقہ اور نفس کو آلودہ کر لینے کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔

5. **خلاصہ سورت:** اس سورت میں متعدد قسمیں کھا کر اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ انسانوں کی سعی وعمل میں ایسا ہی تفاوت ہے جیسے دن رات اور مذکر ومؤنث میں ہے۔ ایک گروہ کی کوشش خیر وبرکت کے حصول کے لیے ہے اور دوسرے کی سعی پیہم کا ذلت وخسران ہے۔ پھر دونوں گروہوں کے اعمال ونتائج کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے۔

## آیات کا لفظی وبامحاورہ ترجمہ

ایاتها ۲۱ | ۹۲ سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ ۹ | ركوعها ۱ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝۱ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝۲ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۝۳ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝۴

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| قسم ہے رات کی | جب | وہ ڈھانپ لے | اور دن کی | جب | وہ روشن ہوتا ہے | اور اس ذات کی | جس نے پیدا کیا | نر اور مادہ | یقیناً | تمہاری کوشش | البتہ مختلف ہے |

قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے، اور دن کی جب وہ روشن ہو۔ اور نر اور مادہ کو پیدا کرنے والی ذات کی قسم بے شک تمہاری کوشش یقیناً مختلف ہے

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝۵ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝۶ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝۷ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝۸

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| پس لیکن | جس نے | دیا | اور (اللہ سے) ڈرا | اور اس نے تصدیق کی | بھلائی کی | تو یقیناً ہم سہولت دیں گے اسے | آسان راہ (نیکی) کیلئے | اور لیکن | جس نے | کنجوسی کی | اور بے پرواہ ہوا |

پس لیکن وہ جس نے دیا اور (نافرمانی سے) بچا، اور اس نے سب سے اچھی بات کو سچ مانا تو یقیناً ہم اسے آسان رستے کیلئے سہولت دیں گے۔ اور لیکن وہ جس نے بخل کیا اور پروا نہ کی

وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ؕ﴿۱۰﴾ وَمَا يُغْنِىْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ؕ﴿۱۱﴾ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۖ﴿۱۲﴾

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اوراُس نے جھٹلایا | بھلائی کی بات کو | تو یقیناً ہم سہولت دیں گے اسے | مشکل راہ (بدی) کیلئے | اور نہیں فائدہ دے گا | اسے | اس کا مال | جب | وہ (جہنم میں) گرے گا | بے شک | ہم پر ہے | البتہ ہدایت دینا |

اور اس نے سب سے اچھی بات کو جھٹلا دیا تو یقینا ہم اسے مشکل راستے کیلئے سہولت دیں گے اور اس کا مال اس کے کسی کام نہ آئے گا جب وہ (جہنم کے گڑھے میں) گرے گا بلاشبہ ہمارے ہی ذمے یقیناً راستہ بنانا ہے

وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ﴿۱۳﴾ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۚ﴿۱۴﴾ لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى ۙ﴿۱۵﴾ الَّذِىْ

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور بلاشبہ | ہمارے لیے ہے | البتہ آخرت | اور دنیا | بالآخر ڈرا دیا ہے میں نے تمہیں | ایسی آگ سے | جو بھڑک رہی ہے | نہیں داخل ہوگا اس میں | مگر انتہائی بدبخت | وہ جس نے |

اور یقیناً ہمارے ہی اختیار میں دنیا اور آخرت ہے پس میں نے تمہیں ایک ایسی آگ سے ڈرا دیا ہے جو شعلے مارتی ہے جس میں اس بڑے بدبخت کے سوا کوئی داخل نہیں ہوگا جس نے

كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ؕ﴿۱۶﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۙ﴿۱۷﴾ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۚ﴿۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| جھٹلایا | اور منہ پھیرا | اور عنقریب دور رکھا جائیگا اس سے | بڑا پرہیزگار | وہ جو | دیتا ہے | اپنا مال | (تاکہ) وہ پاک ہوجائے | اور نہیں ہے | کسی کیلئے | اس کے پاس | کوئی احسان |

جھٹلایا اور منہ موڑا۔ اور عنقریب اس سے وہ بڑا پرہیزگار دُور رکھا جائے گا جو اپنا مال (اس لیے) دیتا ہے کہ وہ پاک ہوجائے حالانکہ اس کے ہاں کسی کا کوئی احسان نہیں ہے کہ اس کا

تُجْزٰٓى ۙ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۚ﴿۲۰﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ؏﴿۲۱﴾

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| (کہ) وہ بدلہ دیا جارہا ہو (اس کا) | مگر (صرف) | چاہنے کیلئے | چہرہ | اپنے برتر رب کا | اور یقیناً عنقریب | وہ (اللہ) راضی ہوجائے گا۔ |

بدلہ دیا جائے۔ مگر (وہ تو صرف) اپنے اس رب کا چہرہ طلب کرنے کیلئے دیتا ہے جو سب سے بلند ہے اور یقیناً وہ راضی ہو جائے گا۔

## اردو میں مستعمل قرآنی الفاظ

| | |
|---|---|
| يَغْشٰى | غشی طاری ہونا، غش کھانا، غشی |
| تَجَلّٰى | تجلی، تجلی طور، جلا بخشنا، جلوہ فرما، جلوہ گر، جلوت وخلوت |
| خَلَقَ | تخلیق، مخلوق، خلق، خالق، خلق خدا |
| الذَّكَرَ | ذکر، ذکور، تذکیر، تذکیر وتانیث، مذکر |
| الْاُنْثٰى | مذکر مؤنث، تذکیر وتانیث |
| سَعْيَكُمْ | سعی، سعی لاحاصل، مساعی، صفاومروہ کی سعی، مسعات |
| اَعْطٰى | عطا، عطیہ، عطیات، المعطی |
| اتَّقٰى | تقوی، متقی پرہیزگار، متقین |
| صَدَّقَ | صادق وامین، تصدیق، صدق ویقین، صداقت |

| | |
|---|---|
| بِالْحُسْنٰى | حسن، حسنات، احسان، محسن |
| لِلْيُسْرٰى | میسر، یُسر وآسانی |
| بَخِلَ | بخل، بخیل، بخلاء، بخیلی |
| اسْتَغْنٰى | غنا، غنی، مغنی، ، استغنا، مستغنی |
| كَذَّبَ | کذب، کاذب، تکذیب، کذّاب |
| يُغْنِىْ | غنی، مستغنی، اغنیاء |
| مَالُهٗ | مال ودولت، مال ومتاع، جان ومال |
| لَلْهُدٰى | ہدایت، ہادی، ہدایت یافتہ |
| الْاُوْلٰى | قرونِ اُولیٰ، اول |

| | |
|---|---|
| نَارًا | نوری، ناری مخلوق |
| اِلَّا | اِلا ماشاءاللہ، اِلاقلیل، اِلا یہ کہ |
| الْاَشْقَى | شقی، شقاوت، شقی القلب |
| سَيُجَنَّبُهَا | اجتناب، ایک جانب، حق بجانب، من جانب |
| يَتَزَكّٰى | تزکیۂ نفس، زکوٰۃ |
| نِّعْمَةٍ | نعمت، انعام، منعم، اللہ کی نعمتیں |
| الْاَعْلٰى | اعلیٰ مقام، وزیراعلیٰ، عالی شان |
| يَرْضٰى | راضی، رضا، مرضی، رضائے الٰہی |

## مختصر گرائمر ولغت

| | |
|---|---|
| يَغْشٰى | واحد مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر ''غَشْيٌ'' (ڈھانپ لینا) |
| تَجَلّٰى | واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''تَجَلِّيٌ'' (روشن کرنا) |
| لَشَتّٰى | شَتِيتٌ کی جمع (مختلف ہونا) شروع میں ''لام تاکید'' ہے۔ |
| اَعْطٰى | واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''إِعْطَاءٌ'' (عطا کرنا) |
| صَدَّقَ | واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''تَصْدِيقٌ'' (تصدیق کرنا) |
| فَسَنُيَسِّرُ | جمع متکلم، مضارع معلوم، مصدر ''تَيْسِيرٌ'' (آسانی کرنا) شروع میں ''ف'' جواب شرط کیلئے اور ''س'' مستقبل کیلئے ہے۔ |
| بَخِلَ | واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''بُخْلٌ'' (کنجوسی کرنا) |
| اسْتَغْنٰى | واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''اِسْتِغْنَاءٌ'' (بے پرواہ ہونا) |

| | |
|---|---|
| كَذَّبَ | واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''تَكْذِيبٌ'' (جھٹلانا) |
| يُغْنِىْ | واحد مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر ''إِغْنَاءٌ'' (بے نیاز ہونا) |
| تَرَدّٰى | واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''تَرَدِّيٌ'' (گڑھے میں گرنا) |
| فَاَنْذَرْتُكُمْ | واحد متکلم، ماضی معلوم، مصدر ''إِنْذَارٌ'' (ڈرانا) شروع میں ''ف'' مستأنفہ اور آخر میں ''كُمْ'' ضمیر مفعول بہ ہے۔ |
| لَا يَصْلٰىهَا | واحد مذکر غائب، مضارع منفی معلوم، مصدر ''صَلِيٌ'' (داخل ہونا) آخر میں ''هَا'' ضمیر مفعول ہے۔ |
| يُؤْتِىْ | واحد مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر ''إِيْتَاءٌ'' (دینا) |
| يَرْضٰى | واحد مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر ''رَضِيٌ'' (راضی ہونا) |

## تفسیر وتشریح:

### وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى ①

(قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے) رات اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک عظیم نشانی اور کائنات کے لیے انمول نعمت ہے۔اور موت وقیامت پر دلالت کرنے کے لیے بہت بڑی دلیل بھی ہے۔سورج کی چمک کی وجہ سے کائنات روشن ہوتی ہے اور دن آتا ہے جبکہ رات کے وقت بھی سورج موجود ہوتا ہے لیکن زمین کے ایک حصہ پر شعاعیں نہ پڑنے کی وجہ سے اندھیری رات ہوجاتی ہے۔کیا یہ شمس وقمر کی گردشیں اور لیل ونہار کا انقلاب خودبخود ہورہا ہے؟ اور اس عظیم نظام کا کوئی انجام ومقصد نہیں ہے؟

یقیناً جس طرح رات کے وقت نیند غالب آنے سے انسان بے اختیار گرجاتا ہے اور اس کو اردگرد کی کوئی ہوش نہیں رہتی، اسی طرح موت کے غلبہ پانے پر یہ انسان ہمیشہ کے لیے بے ہوش ہوکر گرجائے گا اور آخرکار اسرافیل کی آواز سے بیدار ہوگا تو سامنے میدانِ محشر ہوگا۔

اسی طرح رات کی ظلمت، انسان کے نفس کی ظلمت کی جھلک بھی پیش کرتی ہے جیسے رات کی ظلمت میں چور، ڈاکو، زانی اور جادوگر کو اپنی بدکرداری کا موقع مل جاتا ہے۔اسی طرح جب قلب انسان پر ظلمت واندھیرے چھاتے ہیں تو نفس امارہ کو بُری کارروائی کے مواقع ملتے ہیں۔

### وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ②

(اور قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہوجائے) رات کی طرح دِن بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک عظیم نشانی ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور میدانِ محشر میں جمع ہونے کی دلیل بھی ہے۔جس طرح نیند میں انسان بے حس پڑا ہوتا ہے اور نیند کی مدت پوری ہونے پر بیدار ہوکر چلنا پھرنا شروع کردیتا ہے اسی طرح موت کی مدت پوری ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر کھڑا ہوجائے گا جس طرح رات کے ختم ہونے پر تمام لوگ بیدار ہوکر اپنے مشاغل میں مصروف ہوجاتے ہیں اسی طرح قیامت کو کھڑے ہوکر تمام انسان اپنے حساب وکتاب میں مشغول ہوجائیں گے۔

اور دِن کا اُجالا، انسان کے نفس کی روحانیت کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ جس طرح دن کی روشنی کی وجہ سے چور، ڈاکو، زانی اور ظالموں کو جرم کا موقع نہیں ملتا بلکہ وہ چھپ چھپا کر لمحات گزارتے ہیں اسی طرح جب انسان کی روح روشن ہو اور ضمیر بیدار ہو تو تمام جرائم کے دروازے بند ہوجاتے ہیں اور نیکی وتقویٰ کے دَر کھل جاتے ہیں۔

### وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰٓى ③

(اور قسم ہے نر ومادہ کو پیدا کرنے والے کی) یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عظیم شاہکار ہے کہ ایک ہی طرح کے نطفے سے مذکر ومؤنث پیدا کردیئے جن کی جسمانی کیفیت، عادات واطوار اور میدانِ عمل مختلف بنادیئے۔مرد وعورت کی خوراک ایک جیسی ہے لیکن جسمانی کیفیات مختلف ہیں پھر لاکھوں مرد وعورت کو اکٹھا کرلیں تو ایک دوسرے کے ساتھ شکل وصورت تو دور کی بات آواز اور انگوٹھے کی چھاپ بھی ایک جیسی نہ ہوگی۔جس ذات نے انسان کے ظاہری وباطنی اعضاء میں اس قدر فرق رکھا ہے، کیا وہ انسان کے مرنے کے بعد جسم وروح میں آنے والے تغیرات اور پھر ان کو ترکیب دیگر دوبارہ اٹھانے پر قادر نہیں ہے؟

اگر ''مَا'' مصدریہ ہو تو معنی ہوگا ''نر اور مادہ کو پیدا کرنے کی قسم!'' یعنی کائنات کا نظام تضادات کے ساتھ چل رہا ہے۔یہ تضادات جیسے حیوانات ونباتات میں پائے جاتے ہیں اسی طرح جمادات میں بھی پائے جاتے ہیں حتی کہ ایک ایٹم میں بھی مثبت ومنفی ذرات کے تضادات پائے جاتے ہیں اسی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ہے:

### اِنَّ سَعۡيَكُمۡ لَشَتّٰى ④

یہ مذکورہ بالا قسموں کا جواب ہے۔قسم اور جوابِ قسم میں مناسبت واضح ہے کہ جس طرح دن ورات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔اور نر ومادہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں بلکہ کائنات کی ہر چیز میں تضاد ہے تو انسانوں کی کوششیں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔بعض دن رات خیر وبھلائی کے کام کرکے آخرت کو سدھار رہے ہیں اور بعض ظلم وستم کی چکی چلاکر ہمیشہ کے لیے ذلت کا سامان تیار کررہے ہیں۔

جیسے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَايِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا (مسلم، حدیث: 223)

''ہر انسان صبح کرتا ہے تو اپنے نفس کا سودا کرتا ہے، پھر (کوئی) اسے (آتش جہنم سے) آزاد کرالیتا ہے یا اسے (آتش جہنم کا ایندھن بناکر) تباہ کربیٹھتا ہے۔''

یعنی کوئی اپنی جسمانی قوت کا سودا کرتا ہے، کوئی ذہنی صلاحیت فروخت کرتا ہے اور کوئی اپنے ضمیر کو نیلام کرتا ہے اور کوئی وقت کو بیچتا ہے۔پس جو اس سودابازی میں حلال ذرائع استعمال کرتا ہے اور دوسروں کے حقوق غصب کرنے سے بچتا ہے تو ایسا انسان شام کو اللہ کی رحمتوں کے سائبان میں گھر لوٹتا ہے۔دنیا میں امن وسکون کی زندگی کے ساتھ اور آخرت کی مشکلات سے اپنے آپ کو آزاد کرالینے والا ہوتا ہے۔جبکہ دوسرا انسان دِن بھر حرام خوری، جھوٹ ودغا اور ظلم وستم کے ساتھ جیب گرم کرکے گھر لوٹتا ہے اور دنیا میں سکون سے محروم اور آخرت میں انعام الٰہی سے محروم ہوکر ہلاک ہوجاتا ہے۔اس لیے فرمایا:

فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى وَاتَّقٰى ⑤ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰى ⑥ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡيُسۡرٰى ⑦

گزشتہ آیت میں فرمایا تھا کہ انسانوں کی کوششیں مختلف ہوتی ہیں۔ان آیات میں مختلف کوششوں کی وضاحت فرمائی ہے کہ اولاً انسانوں کے دو بڑے گروہ بنتے ہیں۔ایک حقوق دینے والا اور دوسرے حقوق غصب کرنے والا پھر ہر گروہ کے تین تین اوصاف بیان کردیئے ہیں۔

### حقوق دینے والے:

اس گروہ کے تین وصف بیان کیئے ہیں:

1. اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے دوسروں کے حقوق پورے پورے ادا کرنے والے، جیسے زکوٰۃ وعشر، حقوق والدین، حقوق زوجین، حقوق ہمسایہ، حقوق رشتہ دار وغیرہ
2. تقوی اختیار کرنے والے، یعنی زندگی کے ہر لمحہ میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے والے اور ان میں معمولی کوتاہی سے بھی اجتناب کرنے والے۔اور ہمہ وقت یہ یقین رکھنے والے کہ ''اللہ دیکھ رہا ہے''۔
3. اچھی بات کی تصدیق کرنے والے۔الحُسنیٰ یہ حَسُنَ یَحسُنُ سے فُعلیٰ کے وزن پر واحد مؤنث اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔جس کا معنی ہے سب سے عمدہ بات۔

اس سے مراد کلمہ توحید، منزل من اللہ اور ہر خیر وبھلائی کا قول وفعل ہے۔مطلب یہ ہے کہ جب بھلائی اور حق کی کوئی بات انسان کے سامنے آئے تو بلا تردد اس کی تصدیق کردے

اوراس کے عواقب ونتائج کی پرواہ نہ کرے بلکہ یقین رکھے کہ حق بات کا انجام خیر پر ہوگا اگر چہ وقتی طور پر اس کے برعکس نظر آئے۔ مذکورہ اوصاف ثلاثہ اپنانے والوں کا صلہ بیان کیا (فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝) یعنی ان کے لیے آسانی اور راحت پہنچانے والے کام آسان کر دیتے ہیں۔ مراد جنت اور اس کی نعمتوں تک پہنچنے والے اعمال آسان کر دیتے ہیں۔ سورۃ البلد میں اس کے لیے فرمایا تھا (فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ) کہ یہ دشوار گھاٹی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس راہ کو اختیار کرنے سے پہلے انسان کو یہ راہ مشکل گھاٹی معلوم ہوتی ہے، جس پر چڑھنے کے لیے اسے اپنے نفس کی خواہشوں، مال وزر کی ہوس، عزیز واقارب کی آرزوؤں کے خلاف سخت جنگ کرنا پڑتی ہے۔ جب انسان بھلائی کی تصدیق کر کے اس پر چلنے کا عزم کرلیتا ہے تو یہ تمام گھاٹیاں عبور کرنا آسان ہوجاتی ہیں، مثلاً:

آذان کی آواز مذکورہ اوصاف ثلاثہ اپنانے والے کے دِل سے ٹکراتی ہے تو سب کچھ چھوڑ کر دربارِ الٰہی میں حاضر ہونے کے لیے بے تاب ہوجاتا ہے۔ اس کے لیے دفتر، دکان اور مکان چھوڑنا بہت آسان ہوجاتا ہے۔ جبکہ یہی آذان کے کلمات ان اوصاف سے محروم انسان کے دِل سے ٹکراتے ہیں اور ٹکرا کر کہنے والے کے پاس واپس آجاتے ہیں اور دِل پر کوئی اثر نہیں ہوتا جیسے سخت چٹان کے سامنے کھڑے ہوکر آواز دیں اور آواز چٹان سے ٹکرا کر واپس آجاتی ہے اور چٹان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس کے دل پر اذان کا اثر ہونا دور کی بات، الٹا مؤذن کو کوسنا شروع کردیتا ہے اور طرح طرح کی بیہودہ باتیں کہنا شروع کردیتا ہے۔

## حقوق غصب کرنے والے:

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝٨ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝٩ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝١٠

دوسرے کے حقوق غصب کرنے والوں کی بھی تین خصلتیں بیان کی ہیں جو حقوق ادا کرنے والوں کے مقابلہ میں ہیں:

① پہلے وصف ''اِعطاء'' کے مقابلہ میں ''بخل'' استعمال کیا گیا ہے۔ بخل کا صرف یہی مفہوم نہیں ہے کہ آدمی اپنے آپ پر اور اہل عیال پر خرچ کرنے سے گریز کرے بلکہ بخل میں یہ بھی شامل ہے کہ انسان اپنی ذات پر یا اہل وعیال پر تو خوب خرچ کرے لیکن اللہ کی راہ میں اور مظلوم انسان پر خرچ کرنے میں ہاتھ کھینچ لے۔

② دوسرے وصف ''تقویٰ'' کے مقابلہ میں ''استغناء'' استعمال کیا گیا ہے۔ تقویٰ کا معنی قدم پھونک پھونک کر رکھنا اور مکمل ذمہ داری کا احساس کرنا ہے تو اس کے مقابلہ میں استغناء یعنی لاپرواہی اور بے نیازی اختیار کرنا ہے یعنی حلال وحرام کی تمیز نہ کرنا، نیکی وبدی کے تصور سے بالاتر ہوجانا، دوسروں کے حقوق کی پرواہ نہ کرنا۔

③ تیسرے وصف ''صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى'' کے مقابلہ میں ''كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى'' لایا گیا ہے۔ جو آدمی اعمال حسنہ، اخلاقیات اور عقائد کے مقابلہ میں برائی کو ترجیح دے گا وہ حقیقت میں حُسنیٰ کی تکذیب کرنے والا ہوگا۔

جو انسان خیر وبھلائی کے تمام راستوں کو مسدود کردے اور اپنی خواہشات کا پجاری بن جائے اس کے لیے بڑے بڑے ظلم وستم بھی معمولی بن جاتے ہیں اور بلا خوف وجھجک ظلم پر ظلم کیے جاتا ہے۔ چند روپے کی خاطر یا معمولی عہدہ کی خاطر انسان کو قتل کرنا یا چند منٹ کی شہوت پوری کرنے کے لیے نابالغ بچوں وبچیوں سے درندگی کرنا اس کے لیے عام سا کام ہوتا ہے۔ قبیح کاموں کو ''العُسریٰ'' (مشکل کام) اس لیے کہا گیا کہ یہ کام قدرت کے قوانین اور انسانی ضمیر کے خلاف ہوتے ہیں یا انجام کے اعتبار سے مشکلات میں مبتلا کردینے والے ہوتے ہیں۔

## دولت، عذاب الٰہی سے بچا نہ سکے گی:

وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۝١١

''تَرَدّٰى'' کا معنی ہے بلندی سے گرنا۔ (قاموس) یعنی وہ مال جس سے انسان کو بہت محبت ہوتی ہے، اسے گن گن کر رکھتا ہے اور جائز مواقع پر بھی خرچ نہیں کرتا اور یہ گمان کرتا ہے کہ آڑے وقت میں کام آئے گا، جب موت کا جھٹکا لگنے سے قبر میں جا گرے گا تو یہ جمع شدہ مال کام نہ آئے گا۔ بلکہ الٹا وبال جان بن جائے گا اور ورثاء میں تقسیم پر اختلاف کی وجہ سے بدنامی کا سبب بھی بن جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا:

أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ، قَالَ: فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ، وَمَالُ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ

''تم میں سے کون ہے جس کو اس کے رشتہ داروں کا مال، اس کے اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال ہی زیادہ محبوب ہے (تو) آپ نے فرمایا: انسان کا اپنا مال وہ ہے جو اگلے جہان کے لیے بھیج دیا اور جو پیچھے چھوڑا ہے وہ ورثاء کا مال ہے۔'' (بخاری ، الرقاق، حدیث :6442)

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝١٢ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝١٣

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد اسے سمع وبصر اور عقل کے ساتھ اس کی فطرت میں حق وباطل اور نیکی وبدی کی تمیز بھی رکھ دی ہے۔ اگر انسان اپنی فطرت کو مسخ نہ کرے تو اس کی راہنمائی کیلئے اس کا ضمیر کافی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا (الشمس : 8)

''ہم نے انسان میں گناہ اور نیکی (کی پہچان) الہام کردی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ، وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ (مسلم ، حدیث:6516)

''گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو ناپسند کرے کہ لوگ اس پر اطلاع پالیں۔''

اور پھر انبیاء وکتب کے ذریعہ بھی مکمل راہنمائی کردی ہے، جیسے فرمایا:

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا (الإنسان: 3)

''ہم نے اسے صحیح راستہ دکھلا دیا ہے، خواہ وہ شکر کرنے والا بنے اور خواہ ناشکرا۔''

حق کی راہ اس قدر واضح ہونے کے باوجود جو ٹیڑھی راہ اختیار کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکے گا۔ اور اس کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہ پائے گا۔ اس لیے کہ دنیا وآخرت اس کے قبضہ وقدرت میں ہے۔

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝١٤ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝١٥ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝١٦

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد رزق کا ذمہ خود لیا ہے، اسی طرح ان کی ہدایت وراہنمائی کا ذمہ بھی خود لیا ہے۔ غیر مکلف مخلوق کی راہنمائی تو واضح ہے کہ ہر ایک اپنے کھانے، پینے، رہنے، سہنے اور افزائش نسل کے طریقے اس فطری راہنمائی سے حاصل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں ودیعت کر رکھی ہے۔ البتہ مکلف مخلوق (جن

وانس) کی فطری راہنمائی کے ساتھ ساتھ انبیاء وکتب اور اہل علم بھیج کر بھی راہنمائی فرمائی ہے۔ اس قدر وضاحت کردینے کے باوجود جو اندھا پن اختیار کرے اور ہدایت کے راستے سے منہ موڑ کر گمراہی کو پسند کرے تو یقیناً وہ بدبخت انسان سخت سزا کا مستحق قرار پائے گا۔ ایسے ظالموں کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے جس میں ایسے لوگ داخل ہوں گے جنہوں نے حق کی تکذیب کی اور حق سے انحراف کرتے رہے۔

بعض لوگوں کو ان آیات سے سخت غلطی لگی اور انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ جہنم میں صرف کافر لوگ ہی جائیں گے، کوئی مسلمان جہنم میں نہ جائے گا خواہ وہ کیسے ہی اعمال کرتا رہے۔

یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے واضح دلائل کے خلاف ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ گنہگار اہل ایمان بھی اپنے جرائم کی سزا پانے کے لیے کچھ عرصہ جہنم میں جائیں گے، پھر وہ رسول اللہ ﷺ، فرشتوں اور دیگر نیک بندوں کی سفارش سے نکالیں جائیں گے یا اپنی سزا پوری کرنے پر اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے نکالے جائیں گے۔ البتہ کافر ومشرک دائمی جہنمی ہیں کیونکہ ''الاشقیٰ'' میں وہی آتے ہیں اور دیگر نصوص شریعہ سے بھی اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

### عذاب الٰہی سے بچانے والے اعمال:

**وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ﴿١٧﴾ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ﴿١٨﴾**

جہنم کی دہکتی ہوئی آگ سے اُن کو بچالیا جائے گا جنہوں نے تقویٰ کی زندگی بسر کی اور اپنے نفس کے ظاہر وباطن کی طہارت وپاکیزگی کے لیے اور مال کو بھی پاک کرنے کے لیے دولت صرف کردی۔

بعض مفسرین کرام نے ان آیات کا مصداق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرار دیا ہے۔ جنہوں نے بہت سے ایسے غلاموں کو منہ مانگی قیمت ادا کر کے آزاد کیا تھا جن کے مالک انہیں اسلام قبول کرنے کی وجہ سے سخت اذیتوں میں مبتلا کر رہے تھے۔ یقیناً سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان آیات کے اولین مصداق ہیں مگر الفاظ عام ہیں، اس لیے ان میں ہر وہ مسلمان داخل ہے جو ان صفات کا حامل ہے۔

**وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى ﴿١٩﴾ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ﴿٢٠﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضَى ﴿٢١﴾**

ان آیات میں جہنم کی آگ سے بچ کر جنت کے محلات میں جانے والے خوش نصیب کا عظیم وصف بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنی دولت معاشرہ کے کمزور افراد میں صرف رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرتا ہے۔ جن لوگوں کو وہ مال ومتاع دیتا ہے ان لوگوں کا اس شخص پر پہلے کوئی احسان نہیں ہوتا جس کا یہ بدلہ چکا رہا ہو بلکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت میں اس کا دیدار مطلوب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا کے ایسے حریص کیلئے اللہ تعالیٰ نے بھی یہ وعدہ فرمادیا ہے: **وَلَسَوْفَ يَرْضَى ﴿٢١﴾** وہ قیامت کے دن اپنے بندے کو اتنا دے گا کہ وہ راضی ہوجائے گا۔ جیسے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں سورۃ الضحیٰ میں فرمایا: آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے۔''

---

تعارف

## سُورَةُ الضُّحٰى

### سورت کا تعارف

1. اس سورت کا نام پہلی آیت کے لفظ ''الضحی'' سے لیا گیا ہے۔ یہ سورت ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے اس لیے اسے ''مکی'' سورت کہا جاتا ہے۔
2. اس سورت میں ایک رکوع، 11 آیات، 40 کلمات، اور 166 حروف ہیں۔
3. قرآنی ترتیب میں اس سورت کا نمبر 93 اور نزول نمبر 11 ہے۔
4. **ربط:** گزشتہ ''سورۃ اللیل'' میں دِن اور رات کی قسم کھا کر مضمون سورت کو پختہ کیا گیا تھا تو اس سورت میں بھی دِن اور رات کی قسم اٹھائی گئی ہے۔

گزشتہ سورت میں لفظ ''الاتقیٰ'' سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے ان کی شان بیان کی گئی تھی تو اس سورت میں سید الاتقیاء ﷺ کی عظمت ورفعت کو بیان کیا گیا ہے۔

گزشتہ سورت کے اختتام پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر متقین کے بارے میں فرمایا تھا ''وَلَسَوْفَ يَرْضَى ﴿٢١﴾'' اور اس سورت کے اختتام پر رسول مقبول ﷺ کے بارے میں فرمایا ''وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى ﴿٥﴾''۔ (المنیر، روح)

5. **خلاصہ سورت:** چند دن وحی کا سلسلہ رک جانے کی وجہ سے آپ ﷺ کو قدرے پریشانی پہنچی تو آپ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ کا رب آپ سے ہرگز ناراض نہیں ہوا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو یہ اطمینان دلایا گیا ہے کہ آپ کا مستقبل، آپ کے ماضی سے بہتر ہوگا اور آپ کو اس قدر نوازشات سے نوازا جائے گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے۔ جس طرح یتیمی کی حالت اور تنگدستی کی حالت میں آپ کے رب نے مدد فرمائی ہے اسی طرح آئندہ بھی نصرت ومدد کی برسات ہوتی رہے گی حتی کہ آپ ﷺ کا مشن دنیا میں غالب آجائے گا۔
6. **سبب نزول:** رسول اکرم ﷺ چند دن بیماری کی وجہ سے رات کا قیام نہ کرسکے تو ایک عورت نے کہا:

يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ، لَمْ أَرَهُ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ - أَوْ ثَلَاثَةٍ

''اے محمد! (ﷺ) معلوم ہوتا ہے کہ تیرے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا ہے، میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ دو یا تین راتوں سے تیرے قریب نہیں آرہا۔'' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ (بخاری، حدیث: 4950) یہ عورت ابولہب کی بیوی ام جمیل تھی۔ (فتح الباری 8/710)

## آیات کا لفظی وبا محاورہ ترجمہ

ایاتھا ۱۱ | ۹۳ سُورَۃُ الضُّحٰی مَكِّيَّةٌ ۱۱ | رکوعھا ۱ | بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَالضُّحٰىۙ ﴿۱﴾ وَالَّيۡلِ اِذَا سَجٰىۙ ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰىؕ ﴿۳﴾ وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰىؕ ﴿۴﴾

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| قسم ہے دھوپ چڑھتے وقت کی | اور رات کی | جب وہ چھا جائے | نہیں چھوڑا آپ کو | آپ کے رب نے | اور نہ | وہ ناراض ہوا (آپ سے) | اور یقیناً آخرت | بہت بہتر ہے | آپ کیلئے | دنیا سے |

قسم ہے دھوپ چڑھے کے وقت کی! اور رات کی جب وہ چھا جائے آپ کے رب نے نہ ہی آپ کو چھوڑا ہے اور نہ ہی وہ ناراض ہوا ہے اور یقیناً پیچھے آنے والی حالت تیرے لیے پہلی سے بہتر ہے

وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰىؕ ﴿۵﴾ اَلَمۡ يَجِدۡكَ يَتِيۡمًا فَاٰوٰىۖ ﴿۶﴾ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰىۖ ﴿۷﴾ وَوَجَدَكَ

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور البتہ عنقریب | آپ کو عطا کرے گا | آپ کا رب | پھر تو راضی ہوجائیگا | کیا نہیں | اس نے پایا آپکو | یتیم | پھر اس نے جگہ دی | اور اس نے پایا آپ کو | ناواقف راہ | پھر اس نے ہدایت دی | اور اس نے پایا آپ کو |

اور یقیناً جلد ہی آپ کو آپ کا رب عطا کرے گا، پس تو راضی ہوجائے گا، کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا پس جگہ دی، اور اس نے تجھے راستے سے ناواقف پایا تو راستہ دکھا دیا، اور اس نے تجھے

عَآئِلًا فَاَغۡنٰىؕ ﴿۸﴾ فَاَمَّا الۡيَتِيۡمَ فَلَا تَقۡهَرۡؕ ﴿۹﴾ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡؕ ﴿۱۰﴾ وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ﴿۱۱﴾

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| تنگ دست | تو اس نے غنی کردیا | سو جو | یتیم ہو | تو نہ آپ سختی کریں | اور لیکن | سوالی | تو نہ جھڑکیے آپ (اسے) | اور لیکن | اپنے رب کی نعمت کو | تو بیان کیجیے (اسے) |

تنگ دست پایا تو غنی کر دیا لہٰذا یتیم پر آپ سختی نہ کریں اور نہ ہی مانگنے والے کو جھڑکیں اور لیکن اپنے رب کے احسان بیان کرتے رہیں۔

## اردو میں مستعمل قرآنی الفاظ

| | |
|---|---|
| الضُّحٰى | ضُحیٰ کا وقت، نمازِ ضحیٰ |
| وَدَّعَكَ | الوداع کرنا، ودیعت کرنا، الوداعی کلمات |
| وَلَلۡاٰخِرَةُ | آخرت، آخری، آخرکار، اخیر، بالآخر، جمادی الاُخریٰ |
| يُعۡطِيۡكَ | عطا، عطیہ، عطیات، معطی |
| فَتَرۡضٰى | راضی، رضا، رضامندی، مرضی، رضائے الٰہی |
| فَاٰوٰى | ماوی |

| | |
|---|---|
| وَجَدَ | وجدان، ایجاد، موجد، وجدانی |
| فَاَغۡنٰى | غنی، اغنیاء، مستغنی |
| تَقۡهَرۡ | قہر، قہر وغضب، جبار وقہار، مقہور |
| السَّآئِلَ | سوال، سوالی، سائل، سائلین، مسائل، مسؤول، سوال وجواب |
| بِنِعۡمَةِ | نعمت، انعام، نعمتیں، مُنعم |
| فَحَدِّثۡ | تحدیثِ نعمت، حدیث دل |

## مختصر گرائمر ولغت

| | |
|---|---|
| سَجٰى | واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''سَجُوٌّ'' (سکون کرنا/ چھا جانا) |
| وَدَّعَكَ | واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''تَوۡدِيۡعٌ'' (چھوڑنا) آخر میں ''ک'' ضمیر مفعول بہ ہے۔ |
| قَلٰى | واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''قِلًى'' (ناراض ہونا) |
| يُعۡطِيۡكَ | واحد مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر ''إِعۡطَاءٌ'' (عطا کرنا) آخر میں ''كَ'' ضمیر مفعول بہ ہے۔ |
| لَمۡ يَجِدۡ | واحد مذکر غائب، مضارع جحد معلوم، مصدر ''وَجۡدٌ'' (پانا) |
| فَاٰوٰى | واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''إِيۡوَآءٌ'' (جگہ دینا/ پناہ دینا) شروع میں ''ف'' مستأنفہ ہے۔ |

| | |
|---|---|
| عَآئِلًا | واحد مذکر، اسم فاعل، مصدر ''عَيۡلٌ'' (تنگ دست ہونا) |
| فَاَغۡنٰى | واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''إِغۡنَاءٌ'' (غنی کر دینا/ بے پرواہ ہوجانا) |
| فَلَا تَقۡهَرۡ | واحد مذکر حاضر، نہی معلوم، مصدر ''قَهۡرٌ'' (سختی کرنا) شروع میں ''ف'' مستانفہ ہے۔ |
| السَّآئِلَ | واحد مذکر، اسم فاعل، مصدر ''سُؤَالٌ'' (سوال کرنا) |
| فَحَدِّثۡ | واحد مذکر حاضر، امر معلوم، مصدر ''تَحۡدِيۡثٌ'' (بیان کرنا) شروع میں ''ف'' (أَمَّا) کے جواب میں ہے۔ |

# تفسیر وتشریح:

**وَالضُّحٰى ۝١ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝٢**

ضُحٰی سے مراد چاشت کا وقت ہے۔امام قتادہ اور مقاتل رحمہم اللہ اس سے یہی وقت مراد لیتے ہیں کیونکہ یہ وقت ہر موسم میں معتدل رہتا ہے اور رات کا اندھیرا ختم ہونے پر ہر چیز روشن ہوجاتی ہے۔البتہ بعض اہل علم نے اس سے مطلق دِن مراد لیا ہے کیونکہ آگے رات کا ذکر ہے تو رات کے مقابلہ میں دن مراد لیا جاتا ہے۔

اور سَجٰی کا معنی سَکَنَ ہے یعنی رات پرسکون ہوگئی۔مراد رات کا مکمل طور پر چھا جانا ہے جب رات چھا جاتی ہے تو خاموشی اور سکون ہوجاتا ہے۔

سبب نزول میں بات بتائی گئی ہے کہ آپ ﷺ بیماری کے عارضہ کی وجہ سے دو یا تین رات تہجد کے لیے قیام نہ کرسکے تو مخالفین نے طرح طرح کے الزام دھرنے شروع کر دیئے۔ان میں سے سرفہرست دو الزام اور دو دعوے تھے۔

① آپ ﷺ کے رب نے آپ کو چھوڑ دیا ہے۔

② آپ ﷺ کا رب آپ سے ناراض ہوگیا ہے۔(نعوذ باللہ من ذلك)

لیکن وہ لوگ ان دعوں کو کسی دلیل سے ثابت نہ کرسکے۔اور اصول یہ ہے۔

الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي، وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ (معرفة السنن والآثار 14/ 297)

’’دلیل پیش کرنا مدعی کے ذمہ ہوتی ہے اگر وہ دلیل پیش نہ کرسکے تو مدعی علیہ پر قسم آتی ہے۔‘‘

جب وہ دلیل پیش نہ کرسکے تو آپ ﷺ کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر کافروں کے دعویٰ کو باطل قرار دیا اور رسول اللہ ﷺ کو اس الزام سے مبرا قرار دیا۔دو قسمیں کھانے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ مخالفین کے دو دعوے تھے یا ان کی تردید میں شدت اور تاکید کے لیے دو قسمیں کھائی گئی ہیں۔

## وقت ضُحٰی کی اہمیت:

وقت ضُحٰی (چاشت) اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت بڑی نشانی ہے کہ رات کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کو کاٹ کر صبح کا سپیدہ ظاہر ہوتا ہے۔جس سے حیوانات ونباتات کی گزرانِ زندگی کے مواقع میسر آتے ہیں۔اگر اللہ تعالیٰ دن طلوع نہ کرے تو کسی میں اتنی طاقت ہے کہ دن لا سکے۔اس لیے سورج کے نمودار ہونے کے بعد شکریہ کے طور پر نوافل ادا کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’تم میں سے ہر ایک اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ذمے اس کے ہر جوڑ پر صدقہ ہوتا ہے۔چنانچہ ہر بار سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے! الحمد للہ کہنا صدقہ، لا الٰہ اِلا اللہ کہنا صدقہ ہے، اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے منع کرنا صدقہ ہے اور ان کے مقابلے میں چاشت کی دو رکعتیں کفایت کرجاتی ہیں جو کوئی انہیں ادا کرتا ہے۔‘‘(مسلم،حدیث:720)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے خلیل رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین چیزوں کی نصیحت فرمائی۔ہر ماہ تین روزے رکھنا، دو رکعت چاشت کی نماز ادا کرنا اور سونے سے پہلے وتر ادا کرنا‘‘(بخاری،حدیث:1981)

چاشت کی کم از کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں ہیں۔

## قسم کا جواب:

**مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝٣**

دو قسمیں کھا کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے محبوب ﷺ کو نہ چھوڑا ہے اور نہ ہی کسی قسم کی آپ سے ناراضگی ہے۔یہ سب دشمنوں کی اڑائی ہوئی باتیں ہیں۔جیسے دوپہر کے وقت سورج خوب روشن ہوتا ہے،اس کے بعد سیاہ رات چھا جاتی ہے تو کوئی بھی نہیں سمجھتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے کی وجہ سے ہے،تو وحی کی روشنی کے بعد کچھ دیر اگر وقفہ ہوگیا ہے تو کیوں سمجھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔جس طرح دِن کی روشنی کے بعد رات کی تاریکی کا آجانا کوئی خطرے ونقصان کی بات نہیں ہے، بالکل ایسے ہی وحی کے نور کے بعد کچھ ایام کے لیے انقطاع وحی بھی نقصان کی بات نہیں ہے۔بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح دِن بھر آفتاب کی روشنی وگرمی کے بعد انسان جسم کو آرام وسکون کے لیے رات کی ضرورت ہے، اسی طرح وحی کے بارِگراں کے بعد طبیعت کو سکون اور مزید وحی کے تحمل کے لیے وقفہ کی ضرورت ہے۔

## بعد والی زندگی بہتر ہے:

**وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝٤**

آپ ﷺ کی بعد والی زندگی، پہلی زندگی سے بہت بہتر ہے،اس کے دو مفہوم ہیں:

① دنیا میں ہر آنے والا لمحہ آپ کے لیے پہلے لمحہ سے بہتر ہوگا۔اس اعتبار سے نبوت کے بعد والی زندگی نبوت سے پہلے زندگی سے بہتر،مدنی زندگی، مکی زندگی سے بہتر ہے۔اور مدنی زندگی کے آخری ایام، ابتدائی ایام سے بہتر ہیں۔

② آخرت کی زندگی، دنیاوی زندگی سے بہتر ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی بہت زیادہ کوشش کرنے والے تھے۔سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر آرام فرمارہے تھے تو چٹائی کے نشان آپ کے جسم مبارک پر ظاہر ہورہے تھے۔میں نے عرض کی اگر آپ فرمادیتے تو کوئی بچھونا بچھادیتے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا لِي وَلِلدُّنْيَا؟ مَا أَنَا وَالدُّنْيَا؟ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ الدُّنْيَا كَرَاكِبٍ ظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا

’’دنیا سے مجھے کیا سروکار؟ میرا دنیا سے کیا تعلق؟ بس میری اور دنیا کی مثال تو ایسے ہے جیسے کسی مسافر نے کسی درخت کے نیچے پڑاؤ ڈالا، پھر کچھ دیر آرام کرنے کے بعد اس درخت کو چھوڑ کر چل دیا۔‘‘(مسند احمد 1/ 391، ترمذی، حدیث:2377)

## بے بہا انعامات الٰہی:

**وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝٥**

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو مزید تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ مخالفین کے اعتراضات والزامات سے پریشان نہ ہوں۔عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو اس قدر انعامات سے نوازے گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے۔اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وعدہ عام ہے جو دنیا وآخرت کی ہر پسندیدہ چیز کو شامل ہے۔آپ کی پسندیدہ چیزوں میں دین اسلام کا غلبہ، توحید الٰہی کا عام ہوجانا، لوگوں کا فوج درفوج اسلام میں داخل ہوجانا، قیامت کے دن لواء الحمد کا آپ کے دست مبارک میں ہونا، شفاعت کبریٰ کا ملنا، مقام محمود کا ملنا، امت کی مغفرت کا ہونا۔سب کچھ اس میں شامل ہے۔جیسے ایک طویل حدیث کے آخر میں ہے کہ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کی!

اللَّهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي

اور آپ اشکبار ہوگئے۔۔۔تو اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کو بھیجا کہ محمد ﷺ کو فرمادیجیے:

إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ، وَلَا نَسُوءُكَ (مسلم، حدیث: 499)

''ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور ناراض نہیں کریں گے۔''

## چند گزشتہ انعامات کا تذکرہ:

### أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ﴿٦﴾

رسول اکرم ﷺ کی ولادت با سعادت سے قبل ہی والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا تھا۔ پھر 6 سال کی عمر کو پہنچے تو والدہ بھی داغ مفارقت دے گئیں اور پرورش کی ذمہ داری دادا عبدالمطلب نے اُٹھائی لیکن وہ بھی دو سال بعد جدائی دے گئے۔ اور پھر چچا ابو طالب نے آپ ﷺ کی پرورش کی۔

( السيرة النبوية لابن اسحاق 97/1 ، الطبقات لابن سعد 116/1)

اس آیت کریمہ میں آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ جس طرح آپ یتیمی کی حالت اور انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں تھے تو ہم نے آپ کی پرورش کے اسباب پیدا کر دیئے، اسی طرح آئندہ بھی آپ کی نصرت و مدد کر کے مشن کی تکمیل تک پہنچائیں گے اور آپ کے دشمن ہزار جتن کر لیں وہ کبھی اپنے عزائم میں کامیاب نہ ہوسکیں گے۔

اسی طرح آپ ﷺ کی امت کو بھی درس دیا کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کے تمام ظاہری سہارے ختم ہوگئے تھے پھر بھی آپ نے صبر و تحمل، اخلاص اور اپنے مشن کے لیے لگاتار کوشش کرنے سے دارین کی کامیابیاں حاصل کر گئے اور ایسا مثالی معاشرہ تشکیل دیا کہ دنیا انگشت بدندان رہ گئی۔ اگر تم ہادی اعظم کے اسوۂ کو اپنا لو تو یقیناً دنیا و آخرت کی کامیابیاں تمہارے قدم بوسی کریں گی۔

### وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ﴿٧﴾

رسول اللہ ﷺ روزِ اول سے ہی توحید پرست اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ بچپن اور لڑکپن کی عمر میں بھی آپ سے شریعت کے منافی کوئی قول و فعل سرزد نہ ہوا تھا۔ اور تعلیماتِ ابراہیمی کے جو آثار پائے جاتے تھے اُن کے مطابق عبادت الٰہی اور رضائے الٰہی کے لیے عمل پیرا تھے، لیکن عبادات کی تفصیل اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کی وضاحت موجود نہ تھی اور قوم کی راہنمائی کا راستہ معلوم نہ تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ پریشان رہتے اور غارِ حرا میں جا کر کئی کئی ایام قیام فرماتے اور اس پر غور و فکر کرتے رہتے، تو وحی نازل فرما کر عبادات و معاملات اور مخلوق کی راہنمائی کی تفصیل اور تمام طریقے بتلائے گئے۔ اسی بات کی طرف اس آیت کریمہ میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ آپ احکام شریعت سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے پریشان و حیران تھے تو ہم نے آپ کی راہنمائی فرمادی، جب ایسے حالات میں ہم نے آپ کی راہنمائی فرمائی ہے تو آئندہ بھی زندگی کے ہر موڑ پر آپ کی راہنمائی جاری رہے گی۔ اس لیے مخالفین کے باطل اعتراضات سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا:

مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا (الشوریٰ: 52)

''آپ (پہلے) نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے، اور لیکن ہم نے اسے نور بنایا ہے اور ہم اس کے ذریعے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔''

### وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ﴿٨﴾

رسول اللہ ﷺ ابتدائی زندگی میں دنیاوی مال و متاع کے اعتبار سے تنگ دست تھے۔ باپ آپ کی ولادت سے قبل وفات پا گئے تھے اور وراثت میں صرف ایک اونٹنی اور ایک لونڈی چھوڑ گئے تھے، پھر آٹھ سال کی عمر تک والدہ اور دادا بھی وفات پا گئے تھے۔ اس طرح ابتدائی زندگی تنگ دستی پر رہی۔ پھر مکہ کی سب سے امیر عورت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا تو اس نے اپنا تمام مال آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دنیاوی دینوی دولت کی بارشیں نچھاور کر دیں حتی کہ آخری دور میں مال غنیمت و مال فئ کے ڈھیر لگا دیئے۔

پس جس ذات نے انتہائی تنگ دستی کے حالات سے نکال کر ظاہری و باطنی دولتوں سے نواز دیا اور ایسا مرتبہ و مقام عطا فرمایا کہ ہفت اقلیم کے بادشاہ بھی وہ سننے نہ پائے تھے۔ تو آئندہ وہ معبود آپ کا تعاون کیسے ترک کر دے گا؟ اس لیے دشمنوں کی اُڑائی ہوئی باتوں سے پریشان نہ ہوں اور استقامت کے ساتھ اپنے مشن میں جاری و ساری رہیں۔

## احساناتِ الٰہی کا شکریہ:

### فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿٩﴾

اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانات کا تذکرہ کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ کو تین چیزوں کی تلقین کی ہے:

آپ یتیم پر سختی نہ کریں۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ معاشرہ کے کمزور افراد پر ظلم و ستم کرتے تھے اور مال و متاع ہڑپ کر لینے کی کوشش کرتے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ کو خطاب کر کے یتیموں پر سختی و زیادتی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ خطاب اگرچہ آپ ﷺ سے ہے لیکن مقصود امت کو سبق دینا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالوُسْطَى (بخاری، حدیث: 6005)

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، اور آپ نے شہادت اور درمیانی دونوں انگلیوں کا اشارہ کیا۔''

### وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿١٠﴾

آپ سوال کرنے والے کو مت جھڑکیں۔ اس میں ہر قسم کا سائل داخل ہے یعنی جو کسی دنیاوی حاجت کا سوال کرے یا دینی معلومات حاصل کرنے والا ہو۔ اس میں بھی درس امت کو دینا مقصود ہے کیونکہ آپ ﷺ کی ذات گرامی سے یہ ممکن بھی نہ تھا کہ آپ سوالی کو ڈانٹ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ (بخاری ، حدیث : 5352)

''اے آدم کے بیٹے! خرچ کر، تم پر خرچ کیا جائے گا۔''

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن آدم! اگر تو ضرورت سے زائد چیز کو خرچ کر دے تو یہ تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو اس کو روک کر رکھے تو یہ تیرے لیے بُرا ہے۔ (مسلم، حدیث: 1036)

اگر سائل کو دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو ڈانٹ دینے کی بجائے اچھے طریقہ سے معذرت کر لینا چاہیے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُل لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا (الإسراء: 28)

''اگر آپ اُن سے اعراض کرنا چاہئیں، اپنے رب کی رحمت کی توقع کرتے ہوئے اور اس کی امید رکھتے ہوئے تو بھی اُن سے نرمی سے بات کریں۔''

### وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿١١﴾

اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو انعامات کیے ہیں۔ آپ اُن کا تذکرہ دوسرے لوگوں کے سامنے ہو۔ یہ بھی محسن کے احسان کے شکریہ کا ایک طریقہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ يَرَى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ (جامع الترمذی، حدیث: 2819)

''یقیناً اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اس کی نعمت کا نشان اس کے بندے پر دیکھا جائے۔''

اور ایک مرتبہ فرمایا:

’’جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ بھی ادا نہیں کرتا۔‘‘

آیت ہذا میں کس نعمت کا ذکر کیا گیا ہے۔اس بارے مندرجہ ذیل اقوال ہیں:

① نعمت سے مراد نبوت اور ’’تحدیث‘‘ سے مراد تبلیغ کرنا ہے۔

② نعمت سے مراد قرآن مجید اور تحدیث سے مراد قرآن کی تلاوت اور ابلاغ ہے۔

③ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو مرتبہ ومقام دیا ہے اور مال بھی عطا کیا ہے ان تمام نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا مراد ہے۔

④ نعمت سے مراد تمام ظاہر وباطن اور دینی ودنیاوی نعمتیں مراد ہیں۔اور حدّث سے مراد ان نعمتوں کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے یعنی جائز جگہ استعمال کرنا اور ممنوع جگہ سے بچانا اور اسی طرح لوگوں کے سامنے انعاماتِ الٰہی کا تذکرہ کرنا بشرطیکہ شہرت اور تکبر مقصود نہ ہو۔

## تعارف — سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ

### سورت کا تعارف

① اس سورت کا نام پہلی آیت کے لفظ ’’اَلَمْ نَشْرَحْ‘‘ سے لیا گیا ہے۔یہ سورت ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے اس لیے اسے ’’مکی‘‘ سورت کہا جاتا ہے۔

② اس سورت میں ایک رکوع، 8 آیات، 27 کلمات، اور 103 حروف ہیں۔

③ قرآنی ترتیب میں اس سورت کا نمبر 94 اور نزول نمبر 12 ہے۔

④ **ربط:** گزشتہ ’’سورۃ الضحٰی‘‘ میں اور اس سورت میں شدت اتصال ہے۔دونوں سورتوں میں اللہ تعالیٰ کے ان خصوصی انعامات کا ذکر ہے جو رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمائے گئے تھے۔سورۃ الضحٰی میں ظاہری انعامات وکمالات کا ذکر تھا تو اس سورت میں باطنی انعامات وکمالات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔اور دونوں میں انعاماتِ الٰہی کا شکریہ ادا کرنا اور اللہ تعالیٰ سے ربط مضبوط در مضبوط کرنے کی ترغیب ہے۔

⑤ **خلاصہ سورت:** اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو تسلی وتشفی دیتے ہوئے اپنے تین انعامات کا ذکر فرمایا ہے۔

① وحی الٰہی کے حفظ وضبط کے لیے شرح صدر فرمادینا۔

② وحی کی ادائیگی کا آپ سخت بوجھ محسوس کر رہے تھے اس کی طاقت وصلاحیت اور اسباب ووسائل عطا کر کے اس بوجھ کو رفع کردینا۔

③ آپ کی شان ومقام کو اس قدر بلند کردینا کہ مخالفین کے الزامات واعتراضات وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکیں گے۔بلکہ تمام الزامات سورج کو تھوکنے والے کا تھوک منہ پر گرنا کی مصداق ہو کر رہ جائیں گے۔

آخر میں پھر آپ کو تسلی دی گئی ہے کہ مشکلات کا دور کوئی لمبا دور نہیں ہے، عنقریب تنگی کے بعد آسانی آنے والی ہے۔پس آپ دعوت وتبلیغ اور دیگر امور سے جب بھی فرصت پائیں تو اپنے رب کے ساتھ سرگوشیوں میں مشغول ہوجائیں جس سے درجات کی بلندی کے ساتھ ساتھ جسمانی وروحانی تھکاوٹ بھی کافور ہوجائے گی۔

## آیات کا لفظی وبامحاورہ ترجمہ

آیاتھا ۸ — ۹۴ سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَکِّیَّۃٌ ۱۲ — رکوعھا ۱ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝۳ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| کیا نہیں کھول دیا ہم نے | آپ کیلیے | سینہ آپ کا | اور اتار دیا ہم نے | آپ سے | بوجھ آپ کا | وہ جس نے | توڑ دی تھی | آپ کی کمر | اور بلند کیا ہم نے | آپ کیلئے | آپ کا ذکر |

کیا ہم نے آپ کیلئے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا ، اور ہم نے آپ سے آب کا بوجھ اتار دیا جس بوجھ نے آپ کی کمر توڑ دی تھی اور ہم نے تیرے لیے تیرا ذکر اونچا کردیا

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۵ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۶ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝۷ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝۸

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| پھر بیشک | مشکل کے ساتھ | آسانی ہے | بیشک | مشکل کے ساتھ | آسانی ہے | پھر جب | آپ فارغ ہوں | تو محنت کیجیے | اور اپنے رب کی طرف | پس رغبت کیجیے |

پس یقینا ہر مشکل کے ساتھ ایک آسانی ہے، بے شک اسی مشکل کے ساتھ ایک اور آسانی ہے چنانچہ جب آپ فارغ ہوں جائیں تو محنت کریں اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کریں

## اردو میں مستعمل قرآنی الفاظ

| | |
|---|---|
| نَشْرَحْ | شرح صدر، شارح، شروحات، تشریح، تشریحات |
| صَدْرَكَ | صدر، صدری نسخہ، صدر بازار، صدرِ مملکت، صدر مجلس، شرح صدر |
| وَضَعْنَا | وضع حمل، وضع قطع، وضعِ قوانین، موضوعات |
| وِزْرَكَ | وزیر، وزارت، وزراء، ثق ووزر |
| اَنْقَضَ | نقض امن، نقیض، نقیضات، ناقض وضو |

| | |
|---|---|
| رَفَعْنَا | رفع حاجت، رفع دفع کرنا، رفع الیدین، رفعت، رفیع الشان |
| ذِكْرَكَ | ذکر واذکار، ذاکر، مجلسِ ذکر، ذکر الٰہی |
| الْعُسْرِ | عسرت، عاسر |
| فَرَغْتَ | فارغ، فراغت، فارغ التحصیل، فارغ البال |
| فَارْغَبْ | رغبت، راغب، مرغوب، ترغیب، ترغیبات |

## مختصر گرائمر ولغت

| | |
|---|---|
| لَمْ نَشْرَحْ | جمع متکلم، مضارع جحد معلوم، مصدر ''شَرْحٌ'' (کھول دینا، پھیلا دینا) |
| وَضَعْنَا | جمع متکلم، ماضی معلوم، مصدر ''وَضْعٌ'' (ہٹا دینا، اتار دینا) |
| اَنْقَضَ | واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''اِنْقَاضٌ'' (توڑ دینا) |
| رَفَعْنَا | جمع متکلم، ماضی معلوم، مصدر ''رَفْعٌ'' (بلند کرنا) |
| فَرَغْتَ | واحد مذکر حاضر، ماضی معلوم، مصدر ''فَرْغٌ'' (فارغ ہونا) |

| | |
|---|---|
| فَانْصَبْ | واحد مذکر حاضر، امر معلوم، مصدر ''نَصَبٌ'' (محنت کرنا) |
| فَارْغَبْ | واحد مذکر حاضر، امر معلوم، مصدر ''رَغْبٌ'' (رغبت کرنا، خواہش کرنا) شروع میں ''ف'' جواب شرط کے لیے ہے۔ |

**ملاحظہ:** اگر رَغِبَ یرغَبُ کا صلہ ''إِلٰى'' ہو تو اس کا معنی عاجزی ظاہر کرنا ہوتا ہے، اگر صلہ ''فِيْ'' ہو تو اس کا معنی رغبت کرنا یا خواہش کرنا ہوتا ہے اور اگر صلہ ''عَنْ'' ہو تو معنی اعراض کرنا ہوتا ہے۔

## تفسیر وتشریح:

اسلام سے قبل عربوں کے حالات انتہائی ابتر تھے، مذہبی، اخلاقی اور سماجی اچھائی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ لوگوں کی ایسی حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ پریشان ہو کر غارِ حرا میں جا کر بیٹھ جاتے اور اصلاح معاشرہ کے بارے میں غور وفکر کرتے رہتے۔ نبوت ملنے پر جب آپ لوگوں کی اصلاح کے لیے کمربستہ ہو گئے تو اپنے اور پرائے دشمن ہو گئے اور مکر وفریب اور ظاہری وخفیہ سازشوں کے جال بچھانے لگے۔ ایسے حالات دیکھ کر آپ ﷺ طبیعت میں بڑی گھٹن محسوس کرتے رہے تھے۔ تو یہ سورت نازل کر کے آپ کی اس پریشانی کو ختم کر کے تسلی دی گئی ہے۔

### شرحِ صدر، نعمتِ عظمیٰ ہے:

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝1

شرح صدر سے مراد اسلام کے برحق ہونے پر اطمینان، دل کا نورِ ہدایت سے روشن ہونا اور ذکرِ الٰہی سے نرم ہونا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ (الأنعام: 125)

''تو جسے اللہ ہدایت دینے کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔''

اور دوسری جگہ فرمایا:

أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِنْ رَبِّهِ فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (الزمر: 22)

''تو کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے، سو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے (وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو ایسا نہیں؟) پس ویل ہے اُن لوگوں کے لیے جن کے دل اللہ کی یاد کی طرف سے سخت ہیں، یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔''

اس کے علاوہ شرح صدر سے مراد طبیعت کا رسالت کی ذمہ داریاں اٹھانے کے لیے خوش دلی کے ساتھ آمادہ ہونا بھی ہے، جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس جانے کا حکم ہوا تو انہوں نے کہا:

وَيَضِيقُ صَدْرِي (الشعراء: 13)

''اور میرا سینہ اس سے تنگ ہوتا ہے۔''

اور دعا کی:

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي (طه: 25)

''اے میرے رب! میرے لیے میرا سینہ کھول دے۔'' (تفسیر القرآن الکریم 965/4)

بعض اہلِ علم نے شرح صدر سے ظاہری معنی بھی لیا ہے۔ یعنی آپ ﷺ کے بچپن میں، نزولِ وحی کے آغاز میں اور معراج کی رات شقِ صدر کر کے دِل کو ایمان وحکمت سے بھر دیا گیا تھا، جیسا کہ صحیح بخاری ومسلم اور دوسری کتبِ احادیث میں وضاحت آئی ہے۔

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝2 الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝3

وہ کونسا بوجھ تھا جس سے نجات دلانے کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے، اس بارے میں اہلِ علم کے مختلف اقوال ہیں:

① نبوت سے پہلے دور زندگی مراد ہے۔ اس دور میں اگرچہ آپ ﷺ ہر قسم کے گناہ سے محفوظ رہے تھے تاہم معروف معنوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت نہ کرنے کا آپ بوجھ محسوس کررہے تھے جوحقیقت میں تو بوجھ نہ تھا لیکن آپ کے احساسات اسے بھی کمی وکوتاہی سمجھ کر بوجھ محسوس کررہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بوجھ کو ختم کردینے کا اعلان کرکے آپ پر احسان فرمایا۔

② بوجھ اتار دینے سے مراد وحی الٰہی برداشت کرنے کی استعداد پیدا کرنا ہے، جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا (المزمل: 5)

''یقیناً ہم تجھ پر ایک بھاری بات نازل کریں گے۔''

حدیث میں ہے کہ جب آپ ﷺ پر وحی اترتی تو اس کے بوجھ سے وہ اونٹنی جس پر آپ سوار ہوتے بیٹھ جاتی۔ (مسند احمد 6/118، حدیث:24868 سندہ صحیح) (تفسیر القرآن الکریم 4/965)

③ نبوت کی ذمہ داریوں کا بوجھ مراد ہے۔ جسے آپ بہت شدت سے محسوس کررہے تھے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ (الشعراء: 3)

''شاید آپ اپنے آپ کو اس لیے ہلاکت کرلیں گے کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر بوجھ ہلکا کردیا:

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (البقرۃ: 272)

''آپ کے ذمہ انہیں ہدایت دینا نہیں ہے اور لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔''

## آخری پیغمبر کی رفعت وبلندی:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝٤

اللہ تعالیٰ کا رسول کریم ﷺ کی ذاتِ مقدسہ پر تیسرا عظیم انعام ذکر کا بلند کردینا ہے۔ آپ کے ذکر کی بلندی کا آغاز نبوت سے ہی شروع ہوگیا تھا۔ کلمۂ شہادت، آذان، اقامت، خطبہ وتشہد میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام لینا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اللہ کی اطاعت کے ساتھ آپ ﷺ کی اطاعت فرض ہے۔ دنیا میں ہمہ وقت کسی نہ کسی جگہ آپ کا ذکرِ خیر ہورہا ہے۔ قیامت کو اولاد آدم کی سیادت، کوثر، لواء الحمد، مقام محمود اور شفاعت کبریٰ کے ساتھ آپ کا ذکر بلند ہوگا۔

## تنگی کے بعد آسانی آتی ہے:

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٥ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٦

اس آیت میں رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کو بشارت دی گئی ہے کہ مخالفین کی طرف سے آنے والی مشکلات کا دور لمبا نہیں ہے بلکہ عنقریب وہ اپنی موت آپ مرجائیں گے۔ اور آپ کے لیے آسانیوں وخوشحالیوں کے راستے کھل جائیں گے۔

عربی گرائمر کا یہ قاعدہ اکثر جگہ جاری ہوتا ہے کہ اگر ایک اسم معرفہ لایا جائے اور پھر دوبارہ اسم کو معرفہ لایا جائے تو اس سے عین پہلا اسم ہی مراد ہوتا ہے۔ لیکن اسم نکرہ کا دوبارہ تکرار لایا جائے تو اس سے دو الگ الگ چیزیں مراد ہوتی ہیں۔ ان آیات میں لفظ ''العسر'' دونوں جگہ معرفہ ہے اور لفظ ''یُسراً'' دونوں جگہ نکرہ ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک عُسر (مشکل) کے برداشت کرلینے پر دو یُسر (آسانی) کا وعدہ ہے۔ دو سے مراد لازمی دو کا عدد نہیں بلکہ متعدد افراد کا ہونا بھی مراد ہوسکتا ہے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو کائنات کا کل نظام اسی قانون الٰہی کے مطابق چل رہا ہے۔ ہمیشہ تنگی ومشقت برداشت کرنے کے بعد ہی آسانیاں وخوشحالیاں میسر آتی ہیں۔ رات کے اندھیروں کے بعد روشن صبح آتی ہے اور گھٹن برداشت کرنے کے بعد بارش آتی ہے۔ بہار کا منظر دیکھنے کے لیے پہلے خزاں سے گزرنا پڑتا ہے۔

شاعر نے اچھی بات کہی:

إذَا اشْتَدَّتْ بِكَ الْبَلْوَى     فَفَكِّرْ فِي أَلَمْ نَشْرَحْ

فَعُسْرٌ بَيْنَ يُسْرَيْنِ     إِذَا فَكَّرْتَهُ فَافْرَحْ

''جب تجھ پر سخت مشکلات آجائیں، تو سورہ الم نشرح میں غور وفکر کرلیا کر، چنانچہ ایک تنگی کے ساتھ دو آسانیاں ہوتی ہیں، جب اس پر غور وفکر کرے گا تو پریشانی دور ہوجائے گی۔''

## ہمیشہ قرب الٰہی کی تلاش:

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝٧ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝٨

رسول اللہ ہمہ وقت دعوتِ دین، جہاد فی سبیل اللہ اور رفاہ عامہ کے کاموں میں مصروف ومشغول رہتے تھے اگرچہ یہ سب کام عبادات کے تھے مگر پھر بھی ان میں مخلوق سے کچھ نہ کچھ ربط وتعلق رہتا تھا تو آپ ﷺ اور آپ کی امت کو سبق دیا گیا ہے کہ ان مذکورہ کاموں کو ہی کافی ووافی نہ سمجھ لیں بلکہ فراغت ملنے پر تمام مخلوق سے منقطع ہوکر اپنے رب سے تعلق جوڑیں۔ جس میں ذکر الٰہی، تلاوت قرآن اور نوافل وغیرہ شامل ہیں۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا:

إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (المزمل: 7، 8)

''یقیناً آپ کو دن کے وقت بہت مصروفیات ہوتی ہیں، اور اپنے رب کا ذکر کریں اور تمام سے کٹ کر اس کی طرف متوجہ ہوجائیں۔''

اس میں دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والے علمائے کرام کے لیے بھی لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ ابلاغِ دین ہی کو کافی نہ سمجھیں بلکہ زیادہ سے زیادہ رجوع الی اللہ رکھیں۔ جس قدر اللہ تعالیٰ کی ذات سے ربط مضبوط ہوگا اسی قدر اس کے احکامات کے ابلاغ کی توفیق وتاثیر بھی زیادہ ہوگی۔

# پرچہ فہم قرآن کورس

وقت 20 دسمبر 2018ء تک | کل نمبر: 100 | پاس مارکس: 40

**ملاحظہ: تمام سوالات حل کریں، تمام کے نشانات مساوی ہیں**

**سوال نمبر ۱۔** سورۃ اللیل اور سورۃ الم نشرح کے کلمات وحروف تحریر کریں۔

**سوال نمبر ۲۔** سورۃ الضحیٰ کا خلاصہ اور سبب نزول نوٹ کریں۔

**سوال نمبر ۳۔** سورۃ الم نشرح کی پہلی چار آیات کا لفظی ترجمہ کریں۔

**سوال نمبر ۴۔** سورۃ الضحیٰ میں رسول اکرم ﷺ پر جو انعامات الٰہی ذکر کیے گئے ہیں انہیں تحریر کریں۔

**سوال نمبر ۵۔** مندرجہ ذیل کلمات کا اردو میں استعمال لکھیں۔ تَجَلّٰى، اَلۡاَشۡقَى، وَدَّعَكَ، وَجَدَ، فَرَغۡتَ

**سوال نمبر ۶۔** مندرجہ ذیل صیغے حل کریں۔ صَدَّقَ، يَرۡضَى، عَائِلاً، أَنۡقَضَ، رَفَعۡنَا

**سوال نمبر ۷۔** مندرجہ ذیل مشکل الفاظ کے معانی لکھیں۔ تَلَظّٰى، تُجۡزَى، قَلَى، ظَهۡرَكَ، فَارۡغَبۡ

**سوال نمبر ۸۔** سورۃ الم نشرح میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں فرمایا (وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ) اس کی وضاحت کریں۔

**سوال نمبر ۹۔** سورۃ اللیل میں حقوق ادا کرنے والوں کی کون سی صفات بیان کی گئی ہیں؟

**سوال نمبر ۱۰۔** سورۃ الم نشرح میں فرمایا گیا ہے کہ تنگی کے بعد آسانی حاصل ہوتی ہے۔ اس بارے میں اپنا کوئی واقعہ لکھیں جس میں آپ کو تنگی برداشت کرنے کے بعد آسانی حاصل ہوئی ہو۔

# شائقین مجلہ اسوۂ حسنہ کے لیے

# خوشخبری

مجلہ کے قارئین کے لیے یہ خبر باعثِ مسرت ہوگی کہ نئے سال 2019 سے فضیلۃ الشیخ ابونعمان بشیر احمد حفظہ اللہ کا تحقیقی، علمی اور اصلاحی مضمون سیرت النبی ﷺ کے عنوان پر تسلسل سے شائع ہوا کرے گا۔ جس کا عنوان ہوگا:

## سیرت النبی ﷺ اُسوۂ حسنہ اور ہم

اور چار ماہ بعد گزشتہ مضامین میں سے قارئین کے لیے ایک سوالات کا پرچہ ہوگا، نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں کے لیے قیمتی انعامات کتب کی صورت میں دیئے جائیں گے۔ إن شاء الله تعالى